انقلاب اسلامی کا ایک مختصر جائزہ

جناب پروفیسر سید حسین کمال الدین اکبر صاحب جائسی

دنیا والے جب انقلابات کی تاریخ مرتب کرتے ہیں تو ۱۷۸۸ء کے انقلاب فرانس، بیسویں صدی کے انقلاب روس اور اسی طرح کے دیگر انقلابات کی گفتگو ضرور کرتے ہیں ۔لیکن تقریباً یہ سب انقلابات ان ہی معنوں میں انقلاب مانے جاسکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے وقت کے سیاسی یا سماجی ڈھانچے کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔اور اسی حد تک فکری انقلاب بھی برپا کیا ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ سب قائدین مبلغین ہر شے کی تعبیر مادی کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں انقلاب کی تمام بنیاد مادیت کے ستون پر قائم رہتی ہے اور جیسے ہی زمانے کی دوسری گردش آتی ہے وہ انقلاب مردہ ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے انقلاب کا مطالبہ کرنے لگتا ہے ۔ یا آج کی دنیا میں ایک نظام حکومت کو طاقت اور اقتدار کے سہارے ہٹا کر دوسرا نظام حکومت یا دوسرے حاکم آجاتے ہیں اور اس کو انقلاب کا نام دے دیا جاتا ہے ۔مثلاً برما کا نام بدل کر میاں مار کردیا گیا، رنگون کو یانگون بنادیا گیا ہے اور انقلاب تسلیم کرلیا گیا ۔ بنگلہ دیش ۱۹۷۱ء میں پاکستان سے الگ ہوگیا، یہ انقلاب ہے ۔شاید انقلاب کو بھی دنیا کی قومیں اسی طرح استعمال کرتی ہیں جیسے دوسرے بہت سے الفاظ ہر جگہ ایک نیا مفہوم رکھتے ہیں ۔ سوشلزم ، جمہوریت ، آزادئ فکر ، انسانی حقوق وغیرہ ۔ ہر تبدیلی اس وقت تک انقلاب ہے جب تک انقلاب کہنے والی طاقت موجود ہے اور جب وہ طاقت ختم ہوجاتی ہے تو وہ سنہرا انقلاب سیاہ رجعت پسندانہ اقدام بن جاتا ہے۔

بنیادِ انقلاب پیغمبرؐ اسلام:۔آج سے چودہ سو سال پہلے جب پیغمبرؐ اسلام نے اپنے مشن کا آغاز کیا تو وہ بھی انقلاب کی کوشش تھا اس نظام جاہلیت کے خلاف جو عرب میں موجود تھا۔تفصیلات معلوم ہیں ان کا تذکرہ بات کو طولانی کردے گا۔لیکن پیغمبرؐ کے انقلاب کی بنیاد روحانی تھی۔ایک گمراہ معاشرہ میں وہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے ،نفوس کو پاکیزہ بناتے تھے ، کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ (جمعہ۔۲) ان کا کہنا یہ نہیں تھا کہ اسلام قبول کروگے تو روٹی کا سہارا، مکان، لباس اور دیگر ضرورتیں پوری ہوجائیں گی بلکہ پیغمبرؐ کا فرمان تھا ''قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ تُفْلِحُوْا'' لا الہ الا اللہ کہو تاکہ فلاح پاؤ۔ یہ فلاح یا کامیابی ہمہ جہت فلاح یا کامیابی ہے ۔ نہ صرف مادی نہ صرف روحانی ،جب کوئی معاشرہ روحانی انقلاب برپا کرلیتا ہے تو اس کا معاشی نظام اس کا سماجی ڈھانچہ حق وانصاف کے سانچے میں خودبخود ڈھل جاتا ہے۔چنانچہ اسلام نے غریبوں کی خبرگیری، حسن سلوک، ایثار وقربانی کا جذبہ، ہمسایہ کا خیال اور اس طرح کے اعلیٰ اقدار کا چلن کردیا جو ایک روحانی انقلاب کا فطری نتیجہ ہے۔

دنیا والوں کے انقلاب میں یہی روحانی عنصر غائب رہتا ہے جو انقلاب کو ایک مردے کی طرح ڈھوتا رہتا ہے اور جب تعفّن ناقابل برداشت ہوجاتا ہے تو اس کو پھینک کر کوئی دوسرا مردہ اٹھالیتا ہے۔

انقلاب اسلامی کا پس منظر:۔ آیت اللہ خمینی طاب ثراہ نے بھی انقلاب اسلامی کی عمارت اس معاشرہ میں بنائی جہاں لوگ اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ کے عمل کی قیمت قرآن نے اس لیے بیان کی ہے کہ وہ ایام جاہلیت کے شکار فرسودہ اور بیمار ذہن کی تطہیر کر رہے تھے۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔ (حالانکہ وہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔) اگر ذہن صفحۂ سادہ ہو تو اس پر مناسب خطوط کھینچنا آسان ہے لیکن جب صفحۂ ذہن پر رواسم، طریقۂ آباء، اوہام، ہٹ دھرمی، انا پرستی کی کاراک لکیریں موجود ہوں تو اس پر کوئی تحریر لکھ دینا بڑا مشکل ہے۔ ایسی منزل میں مبلغ کا کام دوہرا ہے پہلے تو ان فرسودہ تحریروں کو مٹائے اس کے بعد مناسب خطوط ابھارے۔ اسی لیے جاہل عربوں کو کلمۂ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھوانے والے رسولؐ کا مرتبہ کوئی دوسرا حاصل نہ کرسکا۔

ایران میں بھی کم وبیش ایسی صورت حال تھی۔ لوگ فیشن، شراب، آرام طلبی، مغرب پرستی، اسلام دشمنی، بے حیائی، محبت دنیا وغیرہ کے ایسے خوگر تھے کہ تہران کو مشرق کا پیرس سمجھا جاتا تھا۔ ایران شاہ کے چنگل میں پھنسا ہوا، ساواک کے مظالم سے ترساں، ذرائع ابلاغ پر پہرے، بھلا کون سوچ سکتا تھا کہ فیضیہ قم کا ایک استاد پوری سطوت شاہی کو اپنی ٹھوکر سے ختم کردے گا۔ اس کے سامنے ایک شاہ کا تاج نہیں تمام شاہوں کے تاج لرزاں نظر آئیں گے۔ پھر جسے جلاوطن کردیا گیا ہو۔ پیرس کے قریب ایک گاؤں میں زندگی بسر کرنے والا مجاہد دنیا کی نظر میں اس قابل نہ تھا کہ انقلاب لاسکے۔

مگر اس نے اپنے انقلاب کو روحانی پیکر دیا۔ نہ وہ روٹی کے لیے لڑا نہ اس نے دولت کے لیے جنگ کی بلکہ اس نے بنیادِ انقلاب اسلام کو بنایا۔ ایرانی عوام کی ایسی تطہیر کی کہ جو بے پردگی پر نازاں تھے اب حجاب پر فخر کرتے تھے۔ جو کیبرے کے عاشق تھے اب ڈھائی اور تین گھنٹے تک دعاء کمیل کی تلاوت کرتے ہیں۔ جنہیں محبت دنیا نے کلبوں اور تفریح گاہوں میں روک رکھا تھا وہ مسجدوں میں اس طرح عبادت کرتے ہیں کہ دوسروں کو ذوق عبادت پیدا ہوجائے۔ اسی لیے مصائب کی شدت سے ایرانی گھبرائے نہیں اگر آیت اللہ خمینیؒ نے راحت اور سکون کا وعدہ کیا ہوتا تو ان کی قوم ان سے مطالبہ کرسکتی تھی کہ جنگ نہ کیجئے، بڑی طاقتوں سے صلح کیجئے، ہماری سہولتیں شاہ کے زمانے سے زیادہ ہونی چاہئیں۔ مگر نہ اس کا وعدہ تھا اور نہ اس کا مطالبہ ہوا۔ وعدہ اسلام کے احیاء کا تھا اور وہ ہوکے رہا۔

مجھے یاد ہے کہ کئی سال پہلے میرے پندرہ روزہ قیام تہران میں جب میں قم جارہا تھا، میرے ایک حیدرآبادی دوست نے جو اس وقت وہیں مقیم تھے، بتلایا کہ نوروز کے زمانے میں انقلاب اسلامی سے پہلے تہران سے قم تک کے طولانی راستے میں ایرانی ایک ہفتہ تک جشن مناتے تھے اور صبح کم از

کم ایک لاکھ خالی شراب کی بوتلیں یکجا کی جاسکتی تھیں۔ وہ کہنے لگے کہ جب میرے یہاں لڑکی کی ولادت ہوئی تو میں روپڑا میرے ایرانی اعزا کہنے لگے کہ تم ہندوستانی مزاج والے لوگ لڑکی کی ولادت پر روتے ہو۔ تو میں نے کہا تھا کہ میں اس پر نہیں روتا ہوں کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے بلکہ اس ماحول میں اس کی عفت وعصمت کی حفاظت کیسے ہوگی؟ مگر اب خدا سلامت رکھے آقائے خمینیؒ کو، جن کے ہوتے ہوئے ہماری عورتیں محفوظ تو ہیں، مہنگائی بڑھتی ہے تو بڑھ جائے۔

انقلاب اسلامی کا دوسرا تابناک پہلو یہ ہے کہ کسی مخصوص طبقہ سے متعلق نہ تھا۔ عام طور پر دنیا میں فوجی انقلاب، مزدوروں کا انقلاب، کسانوں کا انقلاب یا اسی طرح کے طبقاتی انقلاب آتے رہتے ہیں۔ اسلامی انقلاب کے مخاطب سب تھے۔ عوام اور خواص، مرد اور عورتیں، بچے، امیر وغریب۔ اس لیے یہ انقلاب کسی طبقۂ خاص میں محصور نہیں رہا اور یہی اس انقلاب کے دوام اور پائداری کا سبب بنا۔ کتنا مشکل کام تھا ایک منظم طاقت کے مقابلہ میں ایک غیر مسلح بھیڑ کو کھڑا کر کے منظم طاقت کو بکھیر دینا۔ مگر شاعر مشرق نے جو کہا تھا وہ آیت اللہ خمینیؒ نے کر کے دکھا دیا ؎

تڑپا دُ غریبوں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

دنیا کے ذرائع ابلاغ جن ہاتھوں میں تھے انہوں نے اپنی مفاد پرستی کے پیش نظر ہمیشہ انقلاب اسلامی کو کمتر بنا کے پیش کیا۔ کبھی ایران کی کمزوری کا رونا، کبھی وہاں سزاؤں پر واویلا، کبھی فوجی طاقت کی کمی کا اظہار اور کبھی اقتصادیات کا چرچا اور آخر میں سلمان رشدی کے قتل کے فتویٰ پر بربریت کا رونا وغیرہ۔ اگر کوئی کمزور انقلاب ہوتا تو اب تک ڈھے پڑتا لیکن جس شجر انقلاب کی جڑیں شہدا کے لہو سے سینچی گئی ہوں جس میں شہدائے کربلاؑ کی مثالیت خون بن کے دوڑ رہی ہو وہ ان جھونکوں سے کب متاثر ہوسکتا ہے۔ آج آیت اللہ خمینیؒ موجود نہیں ہیں مگر انقلاب اسلامی کا درخت اسی طرح سبز وشاداب ہے اور گویا پکار پکار کے زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میری شادابی خمینیؒ کی حیات جاودانی کا اعلان ہے۔

